محمد صدیق ہزاروی
سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا موقر ترجمان مجلّہ ''اجتہاد'' کا شمارہ نمبر ۷ بابت دسمبر ۲۰۱۱ء حسن ظاہری و باطنی کے جلو میں پوری آب و تاب کے ساتھ راقم کی نظروں سے گزرا۔

عنوانات کا تنوع، مقالہ نگاران کی ژرف نگاہی اور طباعت کا حسن جمال اپنی مثال آپ ہے جس پر ادارہ کے سر پرست اعلی، مدیر مسؤل اور مدیر سے لے کر تمام عملہ اور جملہ مقالہ نگاران تک خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

مجموعی طور پر یہ مجلّہ نہایت خوبصورت اور وقیع ہے اور مقالہ نگاران نے اپنی اپنی فکر اور سوچ کے مطابق پوری محنت اور تندہی سے تحقیق کی جولانگاہ میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا ہے اگرچہ تحفظات کی گنجائش اپنی جگہ موجود ہے۔

جناب چیئرمین کونسل، مولانا محمد خان شیرانی نے مقصد تخلیق پر نہایت پر مغز مقالہ تحریر فرمایا ''تعبیر نصوص کا قدیم اور جدید منہج'' کے حوالے سے معروف مذہبی سکالر جناب ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج کا مقالہ نہایت اہم ہے البتہ اتنی گزارش ضروری ہے کہ جدید منہج کے حوالے سے ہمیں اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ کہیں ہماری جدت پسندی، نصوص قرآنیہ سے صرف نظر اور روشن خیال طبقہ کے لئے آیاتِ قرآنیہ کو بازیچہ اطفال بنانے کا ذریعہ نہ بن جائے جیسے مقالہ نگار نے قذف اور لعان وغیرہ کے حوالے سے میڈیکل سائنس سے مدد لینے کا اشارہ دیا۔ اسی طرح لفظ خیل (گھوڑا یا گھڑ سوار) پر انہوں نے تفصیلی بحث کی ہے لیکن لفظ رباط کی طرف توجہ نہیں فرمائی حالانکہ آج بھی جہاد کے لئے کسی نہ کسی صورت میں گھوڑے کا استعمال ہو رہا ہے جو بالکل متروک نہیں ہوا اور اس کی ضرورت ہمیشہ باقی رہے گی پھر دوسری بات یہ ہے کہ گھوڑا جدید اسلحہ کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے تو ہمیں خواہ مخواہ تکلف میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

''شریعت اسلامی اور وضعی قانون میں فرق'' کے عنوان پر محترمہ زینب امین کا تفصیلی اور جامع مضمون قانون کے طلبہ و طالبات کے لئے نہایت مفید اور مغرب سے متاثر مسلمانوں کے لئے بصیرت افروز ہے، ان کا یہ قول بجا طور پر لائق تحسین ہے کہ بین الاقوامی قانون کی بانی گروٹیس (۱۶۴۵ء) نہیں بلکہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمھم اللہ ہیں (مجلّہ اجتہاد شمارہ نمبر ۷، ص ۴۳)

ادارہ المورد کے ریسرچ سکالر محترم طالب محسن کا مضمون ''اجتہاد تصور و حقیقت'' ان کی خصوصی سوچ کا عکاس ہے اور یقیناً ہر شخص اپنی فکر میں آزاد ہے اور اس پر کوئی قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔ اجتہاد کے حوالے سے ان کا مضمون ان کی خاص فکر کا حامل ہے ان کے خیال میں امت اب اجتہاد کی ضرورت محسوس نہیں کرتی چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

امت میں رائج نقطہ نظر یہ ہے کہ اس اجتہاد کی اب ضرورت نہیں دین کیا ہے اس حوالے سے جتنے کام کی ضرورت تھی وہ دور تدوین میں مکمل ہو گیا (ایضاً ص ۵۳)

امت کے نقطہ نظر کے حوالے سے ان کا یہ تجزیہ درست نہیں کیونکہ جمہور کے نزدیک اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا اس سلسلے میں حضرت مولانا ابوالفتح محمد یوسف کا مقالہ نہایت عمدہ ہے جس کے دو اقتباس ہدیۂ قارئین ہیں وہ لکھتے ہیں:

اگر فقہ اسلامی اور اس کے اصولوں کا نظر عمیق سے جائزہ لیا جائے تو واضح ہوگا کہ اجتہاد کا دروازہ ہر دور میں مجتہد کے لئے کھلا ہے (ایضاً ص ۸۲)